بحث انبیاء واولیاء اللہ سے مدد مانگنا

انبیائے کرام اوراولیاءاللہ سے مدد مانگنا جائز ہے جبکہ اس کا عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی امداد تو رب تعالیٰ ہی کی ہے یہ حضرات اس کے مظہر ہیں اور مسلمان کا یہ ہی عقیدہ ہوتا ہے۔کوئی جاہل بھی کسی ولی کو خدا نہیں سمجھتا۔اس بحث میں دو باب ہیں۔

پہلا باب
غیر اللہ سے مدد مانگنے کے ثبوت میں

غیراللہ سے مدد مانگنے کا ثبوت قرآنی آیات،احادیث صحیحہ اوراقوال فقہاء ومحدثین اورخود مخالفین کے اقوال سے ہے۔ہم ہرایک کوعلیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں قرآن کریم فرماتا ہے:

وادعوا شھدآ ءکم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین o (بقرہ:۲۳)

ترجمہ: اوراللہ کے سوااپنے سارے حمایتیوں کو بلالو۔

اس میں کفارکودعوت دی گئی ہے کہ قرآن کی مثل ایک سورت بنا کرلے آؤاوراپنی امداد کے لئے اپنے حمایتیوں کو بلالو۔غیراللہ سے مدد لینے کی اجازت دی گئی۔

قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ o (آل عمران:۵۲)

ترجمہ: کہا مسیح نے کون ہے جومدد کرے میری طرف اللہ کی کہا حواریوں نے ہم مدد کریں گےاللہ کے دین کی۔

اس میں فرمایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے حواریوں سے خطاب کرکے فرمایا کہ میرا مددگار کون ہے حضرت مسیح نے غیراللہ سے مدد طلب کی۔

وتعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان o (مائدہ:۲)

ترجمہ: مدد کرو ایک دوسرے کی اوپر نیک کاموں کےاورتقوٰی کےاورنہ مدد کرو ایک دوسرے کی اوپر گناہ اورزیادتی کے۔

اس آیت میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم دیا گیا۔

ان تنصر و اللہ ینصر کم o (محمد:۷)

ترجمہ: اگر مدد کرو گے تم اللہ کے دین کی تو مدد کرے گا وہ تمہاری۔

اس میں خود رب تعالیٰ نے جو کہ غنی ہے اپنے بندوں سے مدد طلب فرمائی۔ رب تعالیٰ نے میثاق کے دن د ارواح انبیاء سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں عہد لیا:

لتؤ منن بہٖ ولتنصر نہٗ o (آل عمران:۸۱)

ترجمہ: کہ تم ان پر ضرور ایمان لانا اور ان کی ضرور مدد کرنا۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کی مدد کا میثاق کے دن سے حکم ہے۔

و استعینوا بالصبر و الصلوٰۃ o (بقرہ:۴۵)

ترجمہ: اور مدد طلب کرو ساتھ صبر اور نماز کے۔

اس میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ نماز اور صبر سے مدد حاصل کرو اور نماز و صبر بھی تو غیر اللہ ہیں۔

فاعینونی بقوۃٍ o (کہف:۹۵)

ترجمہ: مدد کرو میری ساتھ قوت کے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ذوالقرنین نے دیوار آہنی بناتے وقت لوگوں سے مدد طلب فرمائی۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

ایدك بنصرہٖ و بالمومنین o (انفال:۶۲)

ترجمہ: اے نبی! رب نے آپ کو اپنی مدد اور مسلمانوں کے ذریعہ قوت بخشی۔

فرماتا ہے:

یآیھا النبی حسبك اللہ و من اتبعك من المومنین o (انفال:۶۴)

ترجمہ: اے نبی! آپ کو اللہ اور آپ کے مطیع مسلمان کافی ہیں۔

فرماتا ہے:

فان اللہ ھو مولہ وجبر یل وصالح المومنین و الملٓکۃ بعد ذٰلك ظھیر o (تحریم:۴)

ترجمہ: یعنی رسول کے مددگار اللہ اور جبریل اور متقی مسلمان ہیں بعد میں فرشتے ان کے مددگار ہیں۔

فرماتا ہے:

انما ولیکم اللہ ورسولہٗ والذین اٰمنو الذین یقیمون الصلٰوۃ ویوتون الزکٰوۃ وھم رٰکعونo(مائدہ:۵۵)

ترجمہ: یعنی اے مسلمانوں! تمہارا مددگار اللہ اور رسول اور وہ مسلمان ہیں جو زکوٰۃ دیتے ہیں نماز پڑھتے ہیں۔

فرماتا ہے:

والمؤمنون والمؤ منٰت بعضھم اولیآء بعضo(توبہ:۷۱)

ترجمہ: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

دوسری جگہ فرماتا ہے:

نحن اولیؤکم فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃo(حم السجدہ:۳۱)

ترجمہ: ہم تمہارے مددگار ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

''معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ بھی مددگار ہے اور مسلمان بھی آپس میں ایک دوسرے کے مگر رب تعالیٰ بالذات مددگار اور یہ بالعرض۔''

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب تبلیغ کے لئے فرعون کے پاس جانے کا حکم ہوا تو عرض کیا:

واجعل لی وزیرا من اھلیo ھٰرون اخیo اشدد بہٖ ازریo(طٰہٰ:۳۱)

ترجمہ: خدایا میرے بھائی کو نبی بنا کر میرا وزیر کردے میری پشت کو ان کی مدد سے مضبوط کردے۔

رب تعالیٰ نے یہ نہ فرمایا کہ تم نے میرے سوا کا سہارا کیوں لیا، میں کیا کافی نہیں ہوں، بلکہ ان کی درخواست منظور فرمائی۔ معلوم ہوا کہ بندوں کا سہارا لینا سنت انبیاء ہے۔

مشکوٰۃ باب السجود وفضلہ میں ربیعہ ابن کعب اسلمی سے بروایت مسلم ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا:

سل فقلت اسئلك مر افقتك فی الجنۃ قال او غیر ذٰلك فقلت ھو ذاك قال فاعینی علیٰ نفسك بکثرۃ السجودo

ترجمہ: کچھ مانگ لو میں نے کہا کہ میں آپ سے جنت میں آپ کی ہمراہی مانگتا ہوں۔ فرمایا کچھ اور

مانگ لے میں نے کہا صرف یہ ہی، فرمایا کہ اپنے نفس پر زیادہ نوافل سے میری مدد کرو۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ربیعہ نے حضور سے جنت مانگی تو یہ نہ فرمایا کہ تم نے خدا کے سوا مجھ سے جنت مانگی تم مشرک ہوگئے۔ بلکہ فرمایا وہ تو منظور ہے کچھ اور بھی مانگو۔ یہ غیر خدا سے مانگنا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے ہیں اعنی اے ربیعہ! تم بھی اس کام میں میری اتنی مدد کرو کہ زیادہ نوافل پڑھا کر یہ بھی غیر اللہ سے طلب مدد ہے۔اسی حدیث پاک کے ماتحت الشعۃ اللمعات میں ہے:

وازطلاق سوال کہ فرمودسل و تخصیص نہ کرد بمطلوبے خاص معلوم مے شود کہ کار ھمہ بدست ھمت و کرامت اوست ھرچہ خواھد ھر کراخواھد باذن پروردگار خواد بدھد۔

ترجمہ: ”سوال کو مطلق فرمانے سے کہ فرمایا کچھ مانگ لو، کسی خاص چیز سے مقید نہ فرمایا۔معلوم ہوتا ہے کہ سارا معاملہ حضور ہی کے ہاتھ کریمانہ میں ہے جو چاہیں جس کو چاہیں اپنے رب کے حکم سے دیدیں۔“

فان من جودك الدنيا و ضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم

ترجمہ: ”کیونکہ دنیا وآخرت آپ ہی کی سخاوت سے ہے اور لوح وقلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے۔“

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری بدرگاہ ھش بیاد ھرچہ می خواھی تمنا کن!

ترجمہ: ”اگر دنیا وآخرت کی خیر چاہتے ہو تو ان کے آستانے پر آ ؤ اور جو جو چاہو مانگ لو۔“

خانہ کعبہ میں (۳٦۰) بت رہے اور تین سوسال تک رہے پھر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ذریعہ کعبہ پاک ہوا رب تعالیٰ نے بتادیا کہ جب میرا گھر کعبہ بغیر میرے محبوب کے مداوا کے پاک نہیں ہوسکتا۔تو تمہارا دل ان کی نظر کرم کے بغیر پاک نہیں ہوسکتا۔

نور الانوار کے خطبہ میں خلق کی بحث میں ہے:

هو الجود بالكونين والتوجه الىٰ خالقهاo

ترجمہ: یعنی دونوں جہان اوروں کو بخش دینا اور خود خالق کی طرف متوجہ ہوجانا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلق ہے۔

اور ظاہر ہے کہ دونوں دوسروں کو وہ ہی بخشے گا جو خود ان کا مالک ہوگا۔ ملکیت ثابت ہوئی۔

شیخ محمد عبدالحق کی ان عبارات نے فیصلہ کردیا کہ دنیا وآخرت کی تمام نعمتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگو،

مال مانگو، جنت مانگو، جہنم سے پناہ مانگو، بلکہ اللہ کو مانگو۔ایک صوفی شاعر خوب فرماتے ہیں:

محمد از تو مے خواھم خدا را　　　　خدا یا از تو عشق مصطفی را

ترجمہ: ''یارسول اللہ میں آپ سے اللہ کو مانگتا ہوں اوراے اللہ میں تجھ سے رسول اللہ کو مانگتا ہوں''۔

حضرت قبلہ عالم محدث علی پوری دام ظلہم نے فرمایا کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

ولو انھم اذظلموٓا انفسھم جآء وك فاستغفر واالله او استغفر لھم الرسول لو جدو الله تو ابا رحیماo(النساء:۶۴)

ترجمہ: کہ اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرکے آپ کی بارگاہ میں آجاتے پھر خدا سے اپنی مدد مغفرت مانگتے اور یہ رسول بھی ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے تو یہ لوگ آپ کے پاس اللہ کو پالیتے۔مگر کس شان میں تو ابا رحیما توبہ قبول فرمانے والا مہربان یعنی آپ کے پاس آنے سے ان کو خدا مل جاتا ہے۔

اللہ　کو　بھی　پایا　مولیٰ　تیری　گلی　میں

اشعۃ اللمعات کی طرح مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے ماتحت فرمایا ہے کہ: فیعطی لمن شآء ما شآء حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کو چاہیں جو چاہیں دے دیں۔''تفسیر کبیر جلد سوم پارہ ۷ سورہ انعام زیر آیت ولو اشر کو الحبط عنھم ما کانو ایعملونo(انعام:۸۸) ہے۔

وثالثھا الانبیآء وھم الذین اعطاھم الله تعالیٰ من العلوم و المعارف مالا جلہٖ یقدرون علی التصرف فی بواطن الخلق و اروا حھم و ایضا اعطاھم من القدرۃ و المکنۃ مالا جلہٖ یقدرون علی التصرف فی ظواھر الخلقo

ترجمہ: تیسرے ان میں انبیاء ہیں یہ وہ حضرات ہیں جن کو رب نے علوم اور معارف اس قدر دیے ہیں جن سے وہ مخلوق کی اندرونی حالت اوران کی ارواح پر تصرف کرسکتے ہیں اوران کی اس قدر قدرت وقوت دی ہے جس سے مخلوق کے ظاہر پر تصرف کرسکتے ہیں۔

اس تفسیر کبیر پارہ الم واذقال ربك للملٓکۃ (بقرہ:۳۰) کی تفسیر میں ہے کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جوکوئی جنگل میں پھنس جائے تو کہے:

اعینوا یاعباداللہ یرحمکم اللهo

ترجمہ: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو رب تم پر رحم فرمائے۔

تفسیر روح البیان پارہ ٦ زیر آیت ویسعون فی الارض فسادا (مائدہ:٦٤) ہے کہ شیخ صلاح الدین فرماتے ہیں مجھ کو رب نے قدرت دی ہے کہ میں آسمان کو زمین پر گرا دوں اگر میں چاہوں تو تمام دنیا والوں کو ہلاک کر دوں اللہ کی قدرت سے، لیکن ہم اصلاح کی دعا کرتے ہیں۔ مثنوی شریف میں ہے:

اولیا را ہست قدرت از الہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ!

ترجمہ: ''اولیاء کو اللہ سے قدرت ملتی ہے۔ کہ چھوٹا ہوا تیر واپس کر لیں''۔

اشعۃ اللمعات شروع باب زیارت القبور میں ہے:

امام غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ شود بوے درحیات استمداد کردہ مے شود بوے بعد از وفات ویکے از مشائخ گفتہ است دیدم چہار کس راز مشائخ کہ تصرف می کنند در قبور خود مانند تصرفہا ء ایشاں درحیات خود یا بیشتر۔ قومے مے گویند کہ امداد حی قوی تراست ومن مے گویم کہ امداد میت قوی تر واولیاء را تصرف در اکوان حاصل است وآں نیست مگر ارواح ایشاں رواارواح باقی است۔

ترجمہ: امام غزالی نے فرمایا کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جاتی ہے اس سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد مانگی جاوے۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ چار شخصوں کو ہم نے دیکھا کہ وہ قبروں میں بھی وہی عمل درآمد کرتے ہیں جو زندگی میں کرتے تھے یا زیادہ ایک جماعت کہتی ہے کہ زندہ کی مدد زیادہ قوی ہے اور میں کہتا ہوں کہ مردہ کی امداد زیادہ قوی۔ اولیاء کی حکومت جہانوں میں ہے اور یہ نہیں ہے مگر انکی روحوں کو کیونکہ ارواح باقی ہیں۔''

حاشیہ مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور میں ہے:

واما الاستمداد باھل القبور فی غیر النبی علیہ السلام او الانبیاء فقد انکرہ کثیر من الفقھآءِ واثبتہٗ المشائخ الصوفیۃ وبعض الفقھآءِ قال الامام الشافعی قبر موسی الکاظم تریاق مجرب لا جابۃ الدعاءِ و قال الامام الغزالی من یستمد فی حیاتہٖ یستمد بعد مماتہٖo

ترجمہ : نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام و دیگر انبیائے کرام کے علاوہ اور اہل قبور سے دعا مانگنے کا بہت سے فقہاء نے انکار کے اور مشائخ صوفیہ اور بعض فقہاء نے اس کو ثابت کیا ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ موسیٰ کاظم کی قبر قبولیت دعا کے لئے آزمودہ تریاق ہے اور امام محمد غزالی نے فرمایا کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہے اس سے بعد وفات بھی مدد مانگی جاسکتی ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ یا دیگر انبیائے کرام سے مدد مانگنے میں تو کسی کا اختلاف نہیں، قبور اولیاء اللہ سے مدد مانگنے میں اختلاف ہے، علمائے ظاہر بین نے انکار کیا۔ صوفیہ کرام اور فقہاء اہل کشف نے جائز فرمایا۔

حصن حصین صفحہ ۲۰۲ میں ہے:

وان اراد عونا فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عبا د للہ اعینونیo

ترجمہ : جب مدد لینا چاہے تو کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میرے مدد کر! اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔

اس کی شرح الحرز الثمین میں ملا علی قاری اسی جگہ فرماتے ہیں:

اذا انفلتت دابۃ احد کم بارض فلاۃ فلیناد یا عبا د اللہ احبسواo

ترجمہ : یعنی جب جنگل میں کسی کا جانور بھاگ جائے تو آواز دو کہ اے اللہ کے بندوا سے روک دو۔

عبا داللہ کے ماتحت فرماتے ہیں:

المراد بھم الملٰئکۃ او المسلمون من الجن اورجال الغیب المسمون با بدالo

ترجمہ : یعنی بندوں سے یا تو فرشتے یا مسلمان جن یا رجال الغیب یعنی ابدال مراد ہیں۔

پھر فرماتے ہیں:

ھٰذا حدیث حسن یحتال الیہ المسافرون وانہٗ مجربo

ترجمہ : یہ حدیث حسن ہے مسافروں کو اس حدیث کی سخت ضرورت ہے اور یہ عمل مجرب ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر فتح العزیز صفحہ ۲۰ پر فرماتے ہیں:

باید فھمید کہ استعانت از غیر بوجھی کے اعتماد باشدواو راعوان الٰھی ندا ند

حرام است واگر التفات محض بجانب حق است واور ایکے از مظاھرعون الٰھی دانستہ و بکار خانہ اسبابی و حکمت اوتعالیٰ درآں نمودہ بغیر استعانت ظاھر نماید دورازعرفان نخواھد بودودر شرع نیز جائز ورواست درانبیاء واولیاء ایں نوع استعانت تعبیر کردہ اندورحقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است لا غیر۔

ترجمہ: سمجھنا چاہیے کہ کسی غیر سے مدد مانگنا بھروسہ کے طریقہ پر کہ اس کو مدد الٰہی نہ سمجھے، حرام ہے اور اگر توجہ حق تعالیٰ کی طرف ہے اس کو اللہ کی مدد کا ایک مظہر جان کر اور اللہ کی حکمت اور کارخانہ اسباب جان کر اس سے ظاہری مدد مانگی تو عرفان سے دور نہیں ہے اور شریعت میں جائز ہے اور اس کو انبیاء واولیاء کی مدد کہتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ حق تعالیٰ کے غیر سے مدد مانگنا نہیں ہے۔ لیکن اس کی مدد سے ہے۔

تفسیر عزیزی سورہ بقرہ صفحہ ۴۶۰ میں شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں:

افعال عادی الٰھی رامثل بخشیدن فرزند و توسیع رزق وشفاء مریض وامثال ذالك رامشرکان نسبت بہ ارواح خبیثہ واصنام نمایندہ وکافر می شوند۔ از تاثیر الٰھی یا خواص مخلوقات اومی دانند ازادویہ و مغافیر یا دعائے صلحاء بندگان اوکہ ھمہ از جناب اودرخواستہ انجاح مطلب می کناندمی فھمند ودرایمان ایشان خلل نمی افتد،

ترجمہ: اللہ کے کام جیسے لڑکا دینا، رزق بڑھانا، بیمار کو اچھا کرنا اور اس کی مثل کو مشرکین خبیث روحوں اور بتوں کی طرف نسبت کرتے ہیں اور کافر ہو جاتے ہیں اور مسلمان امور کو حکیم الٰہی یا اس کی مخلوق کی خاصیت سے جانتے ہیں جیسے کہ دوائیں یا مغافیر یا اس کے نیک بندوں کی دعائیں کہ وہ بندے رب کی بارگاہ سے مانگ کر لوگوں کی حاجت روائی کرتے ہیں اور ان مومنین کے ایمان میں اس سے خلل نہیں آتا۔

بستان المحدثین میں شاہ عبدالعزیز صاحب شیخ ابوالعاس احمد زروقی کے یہ اشعار نقل کرتے ہیں:

انا لمریدی جامع لشتاتہٖ اذا ما سطا جور الزمان بنکبۃٍ!

وان کنت فی ضیق وکرب ووحشۃ فناد بیا زروق اٰت بسرعۃٍ!

ترجمہ: میں اپنے مرید کی پراگندگیوں کا جمع کرنے والا ہوں جبکہ زمانہ کی مصیبتیں اس کو تکلیف دیں۔ اگر

تو تنگی یا مصیبت یا وحشت میں ہو تو پکار کہ اے زروق! میں فوراً آؤں گا۔"

تفسیر کبیر و روح البیان و خازن میں زیر آیت فلبث فی السجن بضع سنین o (یوسف:۴۲) ہے الا ستعانة بالناس فی دفع الظلم جائزة اور خازن زیر آیت فانسٰه الشیطٰن (یوسف:۴۲) ہے الا ستعانةبالمخلوق فی دفع الضرر جائزة مصیبت دور کرنے کے لئے مخلوق سے مدد لینا جائز ہے۔

درمختار جلد سوم باب اللقطہ کے آخر میں گمی ہوئی چیز تلاش کرنے کے لئے ایک عمل لکھا:

ان الانسان اذا ضاع لهٗ شیء و اراد ان یرده الله علیه فلیقف علیٰ مکان عال مستقبل القبلة ویقرا الفاتحة ویهدی ثوابها للنبی علیه السلام ثم یهدی ثواب ذالك لسیدی احمد ابن علوان یقول یا سیدی احمد یا ابن علوان ان لم ترد علی ضالتی و الا نزعتك من دیوان الاولیآء فان الله یرد ضالته ببرکتهٖo

ترجمہ : جس کسی کی کوئی چیز گم ہو جاوے اور وہ چاہے کہ خدا وہ چیز واپس ملا دے تو کسی اونچی جگہ پر قبلہ کو منہ کر کے کھڑا ہو اور سورہ فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہدیہ کرے پھر سیدی احمد ابن علوان کو، پھر یہ دعا پڑھے اے میرے آقا اے احمد ابن علوان اگر آپ نے میری چیز نہ دی تو میں آپ کو دفتر اولیاء سے نکال لونگا۔ پس خدا تعالیٰ اس کی گمی ہوئی چیز ان کی برکت سے ملا دے گا۔

اس دعا میں سید احمد ابن علوان کو پکارا بھی ان سے مدد بھی مانگی ان سے گمی ہوئی چیز بھی طلب کی اور یہ دعا کس نے بتائی حنفیوں کے فقہ اعظم صاحب درمختار نے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں:

یا اکرام الثقلین ویا کنز الورٰی　　جدلی بجودك وارضنی برضاك
انا طامع بالجود منك لم یکن　　لا بی حنفیة فی الانام سواك!

ترجمہ : "اے موجودات سے اکرام اور نعمت الٰہی کے خزانے جو اللہ نے آپ کو دیا ہے مجھے بھی دیجئے اور اللہ نے آپ کو راضی کیا ہے مجھے بھی آپ راضی فرمایے۔ میں آپ کی سخاوت کا امیدوار ہوں آپ کے سوا ابوحنیفہ کا خلقت میں کوئی نہیں۔"

اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صریح مدد لی گئی ہے۔ قصیدہ بردہ میں ہے۔

یا اکرام الخلق ما لی من الوذ بهٖ　　سواك عند حلول الحادث العممٖ

ترجمہ : ’’اے تمام مخلوق سے بہتر میرا آپ کے سوا کوئی نہیں، جس کی میں پناہ لوں مصیبت کے وقت۔‘‘

اگر ہم ان علماء فقہاء و مشائخ کا کلام جمع کریں جس میں انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدد مانگی ہے۔ تو اس کے لئے دفتر درکار ہیں صرف اتنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ نیز ہم سفر برائے زیارت قبور میں شامی کی عبارت نقل کریں گے جس میں امام شافعی فرماتے ہیں کہ جب مجھے کوئی حاجت پیش ہوتی ہے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر آتا ہوں ان کی برکت سے کام ہو جاتا ہے۔

نزہتہ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ سیدی الشریف عبدالقادر مصنفہ ملا علی قاری صفحہ ٦١ میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل فرمایا:

من استغاث بی فی کربة کشفت عنه ومن نادانی باسمی فی شدة فرجت عنه ومن توسل بی الی الله فی حاجة قضیتo

ترجمہ : یعنی جو کوئی رنج و غم میں مجھ سے مدد مانگے تو اس کا رنج و غم دور ہوگا اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارے تو وہ شدت دفع ہوگی اور جو کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔

پھر اسی جگہ ہے کہ حضور غوث پاک نماز غوثیہ کی ترکیب بتاتے ہیں کہ دو رکعت نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے۔ سلام پھیر کر گیارہ بار صلوٰۃ و سلام پڑھے پھر بغداد کی طرف (جانب شمال) گیارہ قدم چلے ہر قدم پر میرا نام لے کر اپنی حاجت عرض کرے اور دو شعر پڑھے:

ایدرکنی ضیم وانت ذخیرتی　　واظلم فی الدنیا وانت نصیری
وعار علیٰ حامی الحمٰی وهو منجدی　　اذا ضاع فی البیداءِ عقال بعیری

ترجمہ : یہ کہہ کر ملا علی قاری فرماتے ہیں: وقد جرب ذالك مرار فصح ’’یعنی بارہا اس نماز غوثیہ کا تجربہ کیا گیا۔ درست نکلا‘‘۔ کہیے حضور غوث پاک مسلمانوں کو تعلیم دیتے ہیں کہ مصیبت کے وقت مجھ سے مدد مانگو اور حنفیوں کے بڑے معتبر عالم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اسے بغیر تردید نقل فرما کر فرماتے ہیں کہ اس کا تجربہ کیا گیا بالکل صحیح ہے۔

معلوم ہوا کہ بزرگوں سے بعد وفات مدد مانگنا جائز اور فائدہ مند ہے۔

یہاں تک تو ہم نے قرآنی آیات اور احادیث اور اقوال فقہا و علماء و مشائخ سے ثبوت دیا۔اب خود منع کرنے والوں کے اقوال سے ثبوت ملاحظہ ہوں۔

مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندیوں کے شیخ الہند اپنے ترجمہ قرآن میں جس کے چار پاروں کا حاشیہ انہوں نے لکھا باقی کا مولوی شبیر احمد صاحب نے۔اس میں ایاك نستعین کے ماتحت فرماتے ہیں ''ہاں اگر کسی مقبول بندے کو واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے۔کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالٰی ہی سے استعانت ہے۔'' بس فیصلہ ہی کر دیا۔یہ ہی ہمارا دعوی ہے کوئی مسلمان بھی کسی نبی یا ولی کو خدا نہیں جانتا نہ خدا کا فرزند محض وسیلہ مانتا ہے۔

فتاوی رشیدیہ جلد اول کتاب الحظر والاباحۃ صفحہ ٦٤ پر ایک سوال و جواب ہے۔

سوال: اشعار اس مضمون کے پڑھنے ''یا رسول کبریا فریاد ہے،یا محمد مصطفٰی فریاد ہے،مدد کر بہر خدا حضرت محمد مصطفٰی،،میری تم سے ہر گھڑی فریاد ہے۔کیسے ہیں؟

جواب: ایسے الفاظ پڑھنے محبت میں اور خلوت میں بایں خیال کہ حق تعالٰی آپ کی ذات کو مطلع فرما دیوے یا محض محبت سے بلا کسی خیال کے جائز ہیں۔فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم صفحہ ۵ پر ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب سے کسی نے سوال کیا کہ ان اشعار کو بطور وظیفہ یا دورد پڑھنا کیسا ہے؟

یا رسول اللہ انظر حالنا　　　یا رسول اللہ اسمع قالنا
اننی فی بحر ھم مغرق　　　خذ یدی سھل لنا اشکالنا

یا قصیدہ بردہ کا یہ شعر وظیفہ کرنا:

یا اکرم الخلق ما لی من الوذبہ　　　سواك عند حلول الحادث العمم

جواب دیا کہ ایسے کلمات کو نظم ہوں یا نثر ورد کرنا مکروہ تنزیہی ہے کفر و فسق نہیں۔

ان دونوں عبارتوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدد مانگنے کو کفر و شرک نہیں بلکہ جائز،زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی کہا۔قصائد قاسمی میں مولوی قاسم صاحب فرماتے ہیں۔

مدد کرا اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامیء کار

اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدد مانگی ہے اور عرض کیا ہے آپ کے سوا میرا کوئی بھی حامی نہیں یعنی خدا کو بھی بھول گئے۔

ترجمہ صراط مستقیم اردو خاتمہ تیسرا افادہ صفحہ ۱۰۳ پر مولوی اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں۔ اسی طرح ان مراتب عالیہ اور مناصب رفیعہ صاحبان عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کے ماذون مطلق اور مجاز ہوتے ہیں۔''

حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں:

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
تم اب چاہے ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

''فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کتاب البدعات صفحہ ۹۹ میں ہے: اور بعض روایات میں جو آیا ہے **اعینونی یا عباد اللہ** ''یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔'' تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں ہے بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہیں ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگلوں میں کچھ اللہ کے بندے اللہ کی طرف سے اسی لئے رہتے ہیں کہ لوگوں کی مدد کریں ان سے مدد مانگنا جائز ہے۔ مدعیٰ ہمارا بھی یہ ہے کہ اللہ کے بندوں سے استمداد جائز ہے۔ رہا یہ فیصلہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدد فرما سکتے ہیں یا کہ نہیں ہم اس کے متعلق بہت کچھ عرض کر چکے اور آئندہ عقلی دلائل میں بھی بیان کریں گے۔

مولوی محمود حسن صاحب ادلہ کاملہ میں صفحہ ۱۲ پر فرماتے ہیں: آپ اصل میں بعد خدا مالک عالم ہیں جمادات ہوں یا حیوانات بنی آدم ہو یا غیر بنی آدم القصہ آپ اصل میں مالک ہیں اور یہی وجہ ہے کہ عدل وہ مہر آپ کے ذمہ واجب الا دانہ تھا''۔

صراط مستقیم دوسری ہدایت کا پہلا افادہ صفحہ ۶۰ میں مولوی اسماعیل صاحب فرماتے ہیں: ''اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے شیخین پر بھی ایک گونہ فضیلت ثابت ہے اور وہ فضیلت آپ کے فرماں برداروں کا زیادہ ہونا اور مقامات ولایت بلکہ قطبیت وغوثیت اور ابدالیت اور انہی جیسے باقی خدمات آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی وساطت سے ہونا ہے اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔''

اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ سلطنت امیری ولایت غوثیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں کو ملتی

ہے۔ دیوبندیوں کے پیرومرشد حاجی امداداللہ صاحب اپنی کتاب ضیاء القلوب میں فرماتے ہیں: ”اس مرتبہ کو پہنچ کر بندہ خدا کا خلیفہ ہوکر لوگوں کو اس تک پہنچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ باطن میں خدا ہوجاتا ہے اس کو برزخ کہتے ہیں اور اس میں وجوب وامکان مساوی ہیں۔ کسی کو کسی پر غلبہ نہیں اس مرتبہ پر پہنچ کر عارف عالم پر متصرف ہوجاتا ہے۔“ (ضیاء القلوب مطبوعہ کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند صفحہ ۲۹ کے مراتب کا بیان) غور کرو پیر صاحب نے بندہ کو باطن میں خدا مان لیا، عالم میں متصرف۔

یکشنبہ ۹ جولائی ۱۹۶۱ء کے جنگ روالپنڈی میں خبر شائع ہوئی کہ صدر پاکستان محمد ایوب خاں صاحب امریکہ کے دورے پر کراچی سے روانہ ہوئے تو مولانا احتشام الحق صاحب دیوبندی نے صدر کے بازو پر امام ضامن باندھا اور ۱۰ جولائی ۶۱ء دوشنبہ کے جنگ میں مولانا کا فوٹو شائع ہوا جس میں آپ صدر کے بازو پر امام ضامن باندھ رہے ہیں۔ امام ضامن کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ہم امام حسین کے نام کا روپیہ مسافر کے بازو پر باندھتے ہیں امام حسین اس کے ضامن ہیں۔ ان سپرد کرتے ہیں جب مسافر بخریت واپس آوے تب اس روپیہ کی فاتحہ امام حسین کے نام کی جاوے جن کے سپرد مسافر کیا گیا تھا۔ دیکھو اس میں امام حسین کی مدد بھی لی گئی۔ ان کی فاتحہ بھی کی گئی ان کی نذر بھی مانی گئی۔ جناب صدر کو ان کے سپرد بھی کیا۔ سبحان اللہ کیسا ایمان افروز کام کیا ہے خدا کا شکر ہے کہ دیوبندی بھی اس کے قائل ہوگئے۔

امدادالفتاوی مصنفہ مولوی اشرفعلی صاحب جلد ۴ کتاب العقائدوالکلام صفحہ ۹۹ میں ہیں: ”جو استعانت واستمداد باعتقاد علم وقدر مستقل ہو وہ شرک ہے اور جو باعتقاد علم وقدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائے تو جائز ہے۔ خواہ مستمد منہ حی ہو یا میت۔“ بس فیصلہ ہی فرمادیا کہ مخلوق کو غیر مستقل قدرت مان کر ان سے استمداد جائز ہے۔ اگرچہ میت ہی سے مانگی جائے، یہ ہی ہم کہتے ہیں۔

مولوی اشرفعلی صاحب نے اپنی کتاب نشرالطیب کے آخر میں شیم الحبیب کے عربی اشعار کا ترجمہ کیا جس کا نام شیم الطیب رکھا۔ جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بے دریغ امداد مانگی۔ اشعار حسب ذیل ہیں۔ شیم الطیب ترجمہ شیم الحبیب مصنفہ مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی صفحہ ۱۴۵۔

یا شفیع العباد خذ بیدی انت فی الاضطرار معتمدی

دستگیری کیجئے میری نبی کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی

لیس لی ملجا سواک اغث مسنی الضر سیدی سندی

جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ فوج کلفت مجھ پہ آغالب ہوئی!

غشنی الدھر یا ابن عبداللہ کن مغیثا فانت لی مددی

ابن عبداللہ زمانہ ہے خلاف اے میرے مولیٰ خبر لیجئے میری

نام احمد چوں حصینے شد حصین پس چہ باشد ذات آں روح الامین

نشر الطیب فی ذکر مولد الحبیب

اولیاء اللہ سے مدد مانگنے کا عقلی ثبوت

دنیا آخرت کا نمونہ ہے اور یہاں کے کاروبار اس عالم کے کاروبار کا پتا دیتے ہیں اسی لئے قرآن کریم نے حشر و نشر اور رب کی الوہیت کو دنیاوی مثالوں سے ثابت فرمایا ہے۔مثلاً فرمایا کہ خشک زمین پر بارش پڑتی ہے تو پھر سبزہ زار بن جاتی ہے۔اسی طرح بے جان جسموں کو دوبار حیات دی جاوے گی نیز فرمایا کہ تم گوارا نہیں کرتے کہ تمہارے غلاموں میں کوئی اور شریک ہو تو ہماری ملکیت میں بتوں وغیرہ کو کیوں شریک مانتے ہو،غرضیکہ دنیا آخرت کا نمونہ ہے اور دنیا میں تو یہ دیکھا گیا ہے کہ یہاں کے بادشاہ ہر کام خود اپنے ہاتھ سے نہیں کرتے۔بلکہ سلطنت کے کاموں کے لئے محکمے بنا دیتے ہیں اور ہر محکمہ میں مختلف حیثیت کے لوگ رکھتے ہیں۔کوئی افسر اور کوئی ماتحت۔پھر ان تمام محکموں کا مختار یا حاکم اعلیٰ وزیر اعظم کو منتخب کرتے ہیں۔یعنی ہر کام بادشاہ کی مرضی اس کی منشا سے ہوتا ہے۔لیکن بلاواسطہ اس کے ہاتھ سے نہیں ہوتا۔اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ بادشاہ مجبوری کی وجہ سے اپنا عملہ رکھتا ہے۔کیونکہ بادشاہ خود پانی پی سکتا ہے۔اپنی اکثر ضروریات زندگی خود انجام دے سکتا ہے لیکن رعب کا تقاضا ہے کہ ہر کام خدام سے لیا جاوے اور رعایا کو ہدایت ہوتی ہے کہ اپنی ضروریات کے وقت ان مقرر کردہ حکام کی طرف رجوع کرو۔

بیماری میں شفا خانہ جا کر ڈاکٹر سے کہو۔مقدمات میں کچہری جا کر جج سے وکلاء کے ذریعہ سے کہو وغیرہ وغیرہ ان مصائب میں رعایا کا ان حکام کی طرف جانا بادشاہ سے بغاوت نہیں ہے بلکہ یہ عین اس کی منشا کے مطابق ہے کہ اس نے ان کو حکام اسی لئے مقرر کیا ہے۔ہاں اگر یہ رعایا دوسرے کو اپنا بادشاہ بنا کر اس سے مدد کے طالب ہوں تو اب باغی ہے کیونکہ شاہی انتخاب والوں کو چھوڑا اور غیر کو اپنا حاکم مانا۔جب یہ بات سمجھ میں آ گئی۔تو سمجھو کہ یہ ہی طریقہ سلطنت الٰہیہ کا ہے کہ وہ قادر ہے کہ دنیا کا بڑا چھوٹا ہر کام اپنی قدرت سے خود ہی پورا فرما دے مگر ایسا نہیں کرتا بلکہ انتظام عالم

کے لئے ملائکہ وغیرہ ہم کو مقرر فرمایا اور ان کے علیحدہ علیحدہ محکمے کر دیے۔ جان نکالنے والوں کا ایک محکمہ جس کے افسر اعلیٰ حضرت عزرائیل ہیں۔ اسی طرح انسان کی حفاظت رزق پہنچانا، بارش برسانا، ماؤں کے پیٹ میں بچے بنانا، ان کی تقدیر لکھنا، مدفون میتوں سے سوالات کرنا، صور پھونک کر مردوں کو زندہ کرنا اور قیامت قائم کرنا۔ پھر قیامت میں جنت دوزخ کا انتظام کرنا۔ غرضیکہ دنیا و آخرت کے سارے کام ملائکہ میں تقسیم فرما دیے۔ اسی طرح اپنے مقبول انسانوں کے سپرد بھی عالم کا انتظام کیا اور ان کو اختیارات خصوصی عطا فرمائے، کتب تصوف دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ اولیاء اللہ کے کتنے طبقے ہیں اور کس کے ذمہ کون کون سے کام ہیں اس کی وجہ یہ نہیں کہ رب تعالیٰ ان کا محتاج ہے۔ نہیں بلکہ آئین سلطنت کا یہ ہی تقاضا ہے۔ پھر ان حضرات کو خصوصی اختیارات بھی دیے جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ فرماتے ہیں کہ ہم یہ کر سکتے ہیں یہ محض ہمارا قیاس نہیں ہے۔ بلکہ قرآن و حدیث اس پر شاہد ہیں۔ حضرت جبریل نے حضرت مریم سے کہا:۔

قال انما انا رسول ربك لاهب لك غلما زكياo (مریم:۱۹)

ترجمہ: اے مریم میں تمہارے رب کا قاصد ہوں۔ آیا ہوں تا کہ تم کو پاک فرزند دوں۔

معلوم ہوا کہ حضرت جبریل بیٹا دیتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اخلق لكم من الطين كهيئة الطير فانفخ فيه فيكون طيرا باذن اللهo (آل عمران:۴۹)

ترجمہ: میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی شکل بنا کر اس میں پھونکتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ حضرت مسیح باذن الٰہی بے جان کو جان بخشتے ہیں۔

قل يتو فكم ملك الموت الذى و كل بكمo (السجدہ:۱۱)

ترجمہ: فرمادو کہ تم کو ملک الموت وفات دینگے جو تم پر مقرر کئے گئے ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضرت عزرائیل جاندار کو بے جان کرتے ہیں اور بھی اس قسم کی بہت سی آیات ملیں گی۔ جس میں خدائی کاموں کو بندوں کی طرف نسبت کیا گیا ہے۔ رب تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں فرماتا ہے:

ويزكيهم ويعلمهم الكتب و الحكمةo (آل عمران:۱۶۴)

ترجمہ: ہمارے محبوب ان کو پاک فرماتے ہیں اور ان کو کتاب وحکمت سکھاتے ہیں۔

اغنهم ورسوله من فضلهٖo (توبہ:۷۴)

ترجمہ: ان کواللہ اور رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر گندگی سے پاک بھی فرماتے ہیں اور فقیروں کو بھی غنی کرتے ہیں۔

خذ من اموالھم صدقة تطھرھم وتزکیھم بھا ○ (توبہ:۱۰۳)

ترجمہ: آپ ان کے مالوں سے صدقے وصول فرمایئے اور اس سے ان کو پاک فرما دیجئے۔

معلوم ہوا کہ وہ ہی عمل خدا کے یہاں قبول ہے جو بارگاہ رسالت میں منظور ہو جائے۔

ولوانھم رضوا مآ اٰتٰھم اللہ ورسولہ وقالوا حسبنا اللہ سیوتینا اللہ من فضلہٖ ورسولہٗ ○ (توبہ:۵۹)

ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا۔ اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہیں کہ اللہ ہم کو کافی ہے اب ہم کو اللہ اپنے فضل سے اور رسول دیں گے۔

معلوم ہوا کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام دیتے ہیں۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کہے کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزت دیتے ہیں مال و اولاد دیتے ہیں تو صحیح ہے کیونکہ آیات نے یہ بتایا لیکن مقصود وہ ہی ہوگا کہ یہ حضرات حکومت الٰہیہ کے حکام ہیں۔ رب تعالیٰ نے ان کو دیا، یہ ہم کو دیتے ہیں۔ اس طرح مصیبت کے وقت اولیاء اللہ یا انبیائے کرام سے مدد مانگنا بھی اسی طرح ہوا۔ جس طرح کہ بیماری اور مقدمہ میں بادشاہ کی رعایا ڈاکٹر یا حاکم سے مدد مانگتی ہے۔

قرآن نے فرمایا:

ولوانھم اذظلموا انفسھم جآءوك فاستغفروا اللہ و استغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابًا رحیمًا ○ (النساء:۶۴)

ترجمہ: اگر یہ گناہ گار اپنی جانوں پر ظلم کرکے اے محبوب تمہارے پاس آ جاتے اور پھر اللہ سے مغفرت مانگتے اور اے محبوب! آپ بھی ان کے لئے دعائے مغفرت فرماتے تو یہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔

عالمگیری کتاب الحج باب آداب زیارۃ قبر النبی میں فرماتے ہیں کہ اب بھی جب زائر روضۂ پاک پر حاضر ہو تو یہ آیت پڑھے۔ یہ تو دنیا میں تھا۔ قبر میں تین سوال نکرین کرتے ہیں۔ اول تو من ربك تیرا رب کون ہے" بندہ کہتا ہے کہ اللہ۔ پھر پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا؟ بندہ کہتا کہ اسلام۔ ان سوالوں میں اسلام کی ساری باتیں آ گئیں۔ مگر ابھی پاس

نہیں ہوا۔ بلکہ آخری سوال ہوتا ہے کہ اس سبز گنبد والے آقا کو تو کیا کہتا تھا؟ جب یہ صراحتہً کہلوالیا کہ پاں میں ان کو پہچانتا ہوں۔ یہ میرے نبی محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔تب سوالات ختم ہوتے ہیں۔تو قبر میں ان کے نام کی امداد سے نجات ہوئی۔قیامت میں لوگ تنگ آکر شفیع کو ہی ڈھونڈیں گے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازے تک پہنچ جائیں گے تب حساب وکتاب شروع ہوگا،وہ بھی حضور کی شفاعت سے۔معلوم ہوا کہ رب کو یہ منظور ہے کہ سارا عالم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی محتاج رہے یہاں بھی،قبر میں بھی اور حشر میں بھی،اسی لئے فرمایا: واتبغوا الیہ الواسیلۃ (مائدہ:۳۵) ''تم رب کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔''یعنی ہر جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت ہے۔

اگر یہاں وسیلہ سے مراد نیک اعمال ہی کا وسیلہ مراد ہوتو ہم جیسے گناہ گار بدعمل اور مسلمانوں کے دیوانے اور وہ جو ایمان لاتے ہی مرجاویں وہ سب بے وسیلہ ہی رہ جاویں۔نیز نیک اعمال بھی تو حضور ہی کے طفیل سے حاصل ہوں گے۔پھر بھی بالواسطہ حضور ہی کا وسیلہ ضروری ہوا۔نبی کے وسیلہ کے کفار بھی قائل تھے۔و کانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا (بقرہ:۸۹) کعبہ معظّمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے بتوں سے پاک ہوا اور حضور ہی کے وسیلہ سے قبلہ بنا: فلنولینک قبلۃ ترضٰھا (بقرہ:۱۴۴) بلکہ حضور ہی کہ وسیلہ سے قرآن،قرآن کہلایا۔اور قرآن کی آیات حضور کے مکی مدنی ہونے سے مکی مدنی ہیں ورنہ تو وہ عرشی ہیں۔

شیطان بلا واسطہ انبیاء رب تک پہنچنا چاہتا ہے تو شہاب سے ماردیا جاتا ہے اگر مدینہ کہ راستہ سے جاتا تو ہرگز نہ مارا جاتا۔یہ ہی نتیجہ ان کا بھی ہوگا جو کہتے ہیں خدا کو مان خدا کے سوا کسی کو نہ مان۔

ہماری تقریر سے اتنا معلوم ہوا کہ انبیاء یا اولیاء سے مدد مانگنا یا ان کو حاجت روا جاننا نہ شرک ہے اور نہ خدا کی بغاوت،بلکہ عین قانون اسلامی اور منشاء الٰہی کے بالکل مطابق ہے۔جناب معراج میں نماز اولاً پانچ وقت کی فرض فرمائی۔پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عرض پر کم کرتے کرتے پانچ رکھیں آخر یہ کیوں؟اس لئے کہ مخلوق جانے کہ نماز پچاس سے پانچ ہوئیں۔اس میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدد شامل ہے۔یعنی اللہ کے مقبول بعدوفات بھی مدد فرماتے ہیں۔رہا مشرکین کا اپنے بتوں سے مانگنا یہ بالکل شرک ہے،دووجہ سے:اولاً تو اس لئے کہ وہ ان بتوں میں خدائی اثر اور ان کو جھوٹا خدا مان کر مدد مانگتے ہیں۔اس لئے ان کو الٰہ یا شرکاء کہتے ہیں یعنی ان بتوں کو اللہ کا بندہ اور پھر الوہیت کا حصہ دار مانتے ہیں جیسے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عیسائی اللہ کا بندہ ہونے کے ساتھ ابن اللہ یا ثالث ثلثہ یا عین اللہ مانتے ہیں مومن ان اولیاء وانبیاء کو محض بندہ ہی مان کر ان کو اس طرح کا حاجت روا مانتے ہیں۔جیسے اہل

دیوبند مالداروں کو مدرسہ کا معاون و مددگار یا طبیب و حاکم کو مختار حکومت تسلیم کرتے ہیں۔ دوسرے اس لئے کہ بتوں کو رب تعالیٰ نے یہ اختیارات نہ دیے۔ وہ اپنی طرف سے ان کو اپنا مختار مان کر ان سے مدد غیر طلب کرتے ہیں لہٰذا وہ مجرم بھی ہیں اور اللہ کے باغی بندے بھی جس کی بہترین مثال ابھی ہم دے چکے ہیں۔ اس فرق کو شاہ عبدالعزیز صاحب نے ملحوظ رکھ کر فیصلہ فرمایا ہے بلاتشبیہ ایک بت پرست پتھر کی طرف سجدہ کرتا ہے مشرک ہے کہ اس کا فعل اپنی ایجاد سے ہے اور مسلمان کعبہ کی طرف سجدہ کرتا ہے وہاں بھی پتھر ہی کی عمارت ہے مگر شرک نہیں کیونکہ اس کا سجدہ حقیقت میں خدا کو ہے نہ کہ کعبہ کو اور حکم الٰہی سے ہے۔ مشرک کا سجدہ خلاف حکم الٰہی پتھر کو ہے یہ فرق ضروری ہے۔ گنگا کے پانی کی تعظیم کرنا کفر ہے مگر آب زم زم کی تعظیم ایمان، مندر کے پتھر کی تعظیم شرک ہے مگر مقام ابراہیم کی تعظیم ایمان، حالانکہ وہ بھی پتھر ہی ہے۔

دوسرا باب

استمداد اولیاء اللہ پر اعتراضات کے بیان میں

اس مسئلہ پر مخالفین کے چند مشہور اعتراضات ہیں وہ ہی ہر جگہ بیان کرتے ہیں۔

اعتراض ۱: مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

لا اغنی عنك من اللہ شیئاo

ترجمہ: میں تمہاری مدد نہیں کرسکتا۔

جب آپ سے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی مدد نہ ہوسکی تو دوسروں کی کیا ہوگی؟

جواب: یہ اول تبلیغ کا واقعہ ہے مقصد یہ ہے کہ اے فاطمہ! رضی اللہ عنہا اگر تم نے ایمان قبول نہ کیا تو میں خدا کے مقابل ہو کر تم سے عذاب دور نہیں کرسکتا۔ دیکھو پسر نوح یہاں اسی لئے من اللہ فرمایا۔ مسلمانوں کی حضور ہر جگہ امداد فرمائیں گے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: الاخلا یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین o (زخرف:٦٧) پرہیزگاروں کے سوا سارے دوست قیامت میں ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گناہ کبیرہ والوں کی بھی شفاعت فرمائیں گے، گرتوں کو سنبھالیں گے، شامی باب غسل المیت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت میں سارے رشتے ٹوٹ جائیں گے سوا میرے نسب اور رشتہ کے۔ واقعی دیوبندیوں کی حضور مدد نہ فرمائیں گے ہم چونکہ بحمدہ تعالیٰ مسلمان ہیں ہماری مدد ضرور فرمائیں گے۔

اعتراض ۲: ایاك نعبد وایاك نستعین o (فاتحہ:۵)

ترجمہ: ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ عبادت کی طرح مدد مانگنا بھی خدا سے ہی خاص ہے جب غیر خدا کی عبادت شرک ہے تو غیر خدا کی استمداد بھی شرک۔

جواب: اس جگہ مدد سے مراد حقیقی مدد ہے یعنی حقیقی کارساز سمجھ کر تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ رہا اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا وہ محض واسطہ فیض الٰہی سمجھ کر ہے جیسے کہ قرآن میں ہے: ان الحکم الا للہ o (انعام:۵۷) "نہیں ہے حکم

مگراللہ کا'' یا فرمایا گیا:له مافی السمٰوٰت وما فی الارض o (بقرہ:۲۵۵)''اللہ ہی کی ہیں تمام آسمان وزمین کی چیزیں''۔پھرہم احکام کوحکم بھی مانتے ہیں اوراپنی چیزوں پردعویٰ ملکیت بھی کرتے ہیں۔یعنی آیت سے مراد ہے حقیقی حکم اورحقیقی ملکیت،مگربندوں کے لئے یہ عطائے الٰہی۔

نیز یہ بتاؤ کہ عبادت اورمدد مانگنے میں تعلق کیا ہے کہ اس آیت میں ان دونوں کوجمع کیا گیا؟تعلق یہ ہے کہ حقیقی معاون سمجھ کرمدد مانگنا یہ بھی عبادت کی ہی ایک شاخ ہے۔بت پرست بتوں کی پرستش کرتے وقت مدد کے الفاظ بھی کہا کرتے ہیں کہ''کالی مائی تیری دہائی''وغیرہ اس لئے ان دونوں کوجمع کیا گیا۔اگرآیت کا مطلب یہ ہے کہ کسی غیرخدا سے کسی قسم کی مدد مانگنا بھی شرک ہے تودنیا میں کوئی مسلمان نہیں رہ سکتا۔نہ توصحابہ کرام اورنہ قرآن کے ماننے والے اورنہ خود مخالفین۔ہم اس کا ثبوت اچھی طرح پہلے دے چکے ہیں۔اب بھی مدرسہ کے چندہ کے لئے مالداروں سے مددطلب کی جاتی ہے۔انسان اپنی پیدائش سے لے کردفن قبرتک بلکہ قیامت تک بندوں کی مدد کا محتاج ہے۔دائی کی مدد سے پیدا ہوئے،ماں باپ کی مدد سے پرورش پائی،استاد کی مدد سے علم سیکھا،مالداروں کی مدد سے زندگی گزاری،اہل قرابت کی تلقین کی مدد سے دنیا سے ایمان سلامت لے گئے۔پھرغسال اوردرزی کی مدد سے غسل ملااورکفن پہنا،گورکن کی مدد سے قبرکھدی،مسلمانوں کی مدد سے زیرخاک دفن ہوئے۔پھراہل قرابت کی مدد سے بعد میں ایصال ثواب ہوا۔پھرہم کس منہ سے کہتے ہیں کہ ہم کسی سے مددنہیں مانگتے۔اس آیت میں کوئی قیدنہیں ہے کہ کس سے مدداورکس وقت۔

اعتراض۳:رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر o (بقرہ:۱۰۷)

ترجمہ:اوراللہ کے سواتمہارانہ کوئی حمایتی نہ مددگار۔

معلوم ہوا کہ رب کے سوا کوئی ولی ہے نہ مددگار۔

جواب:یہاں ولی اللہ کی نفی نہیں بلکہ ولی من دون اللہ کی نفی ہے۔جنہیں کفار نے اپنا ناصرومددگار مان رکھا تھا۔یعنی بت وشیاطین،ولی اللہ وہ جسے رب نے اپنے بندوں کا ناصر بنایا،جیسے انبیاء واولیاء۔وائسرائے لندن سے حکومت کرنے کے لئے منتخب ہوکرآتا ہے۔اگرکوئی شخص کسی کوخودساختہ حاکم مان لے وہ مجرم ہے۔سلطانی حکام کومانو،خودساختہ حاکموں سے بچو۔ایسے ہی ربانی حکام سے مددلوگھریلو ناصرین سے بچو،موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کورب تعالیٰ عزوجل نے حکم دیا کہ:

اذهب الیٰ فرعون انه طغیٰo (طٰہٰ:۲۴)

ترجمہ: فرعون کے پاس جاؤوہ سرکش ہوگیا۔

آپ نے عرض کیا:

واجعل لی وزیرا من اهلی o هٰرون اخیo اشدد بهٖ ازریo (طٰہٰ:۳۱)

ترجمہ: مولیٰ میرے بھائی ہارون کومیرا وزیر بنادے جس سے میرے بازو کوقوت ہو۔

رب تعالیٰ نے بھی نہ فرمایا کہ تم نے میرے سواکسی اور کا سہارا کیوں لیا؟ بلکہ منظور فرمایا۔معلوم ہوا کہ اللہ والوں کا سہارالیناطریقہ انبیاء ہے۔

اعتراض۴: درمختار باب المرتدین بحث کرامات اولیاء میں ہے قول شیئا للّٰہ قیل یکفرہo معلوم ہوا کہ یا عبدالقادر جیلانی شیئاللّٰہ کہنا کفر ہے۔

یہاں شیئاللّٰہ کے یہ معنی ہیں کہ خدا کی حاجت روائی کے لئے کچھ دو۔تمہارا احتاج ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ یتیم کے لئے کچھ دو۔یہ معنی واقعی کفر ہیں۔اس کی شرح میں شامی نے فرمایا:

اما ان قصد المعنی الصحیح فالظاهر انه لا باس بهٖo

ترجمہ: یعنی اگر اس سے صحیح معنی کی نیت کی کہ اللہ کے لئے مجھے کچھ دو یہ جائز ہے۔

اور ہمارے نزدیک شیئاللّٰہ کا یہ ہی مطلب ہے۔

اعتراض۵:

وہ کیا ہے جو نہیں ملتا خدا سے جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے !

جواب:

وہ چندہ ہے جو نہیں ملتا خدا سے جسے تم مانگتے ہو اغنیاء سے
توسل کر نہیں سکتے خدا سے اسے ہم مانگتے ہیں اولیاء سے

اعتراض۶: خدا کے بندے ہوکر غیر کے پاس کیوں جائیں؟ ہم اس کے بندے ہیں چاہیئے کہ اسی سے حاجتیں مانگیں۔(تقویۃ الایمان)

جواب: ہم خدا کے بندے خدا کے حکم سے خدا کے بندوں کے پاس جاتے ہیں۔قرآن بھیج رہا ہے دیکھو گزشتہ

تقریر۔اورخدانے ان بندوں کواسی لئے دنیامیں بھیجاہے۔

حاکم حکیم داروودوا دیں یہ کچھ نہ دیں   مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے!

اعتراض ۷: قرآن کریم نے کفار کا کفر یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ بتوں سے مانگتے ہیں۔وہ بتوں سے مانگ کر مشرک ہوئے اورتم اولیاء سے۔

جواب: اورتم بھی مشرک ہوئے اغنیاء پولیس اورحاکم سے مدد مانگ کر۔یہ فرق ہم عقلی تقریر میں بیان کرچکے ہیں۔رب تعالیٰ فرماتا ہے:

ومن یلعن اللہ فلن تجدلہ نصیرا ۝ (النساء:۵۲)

ترجمہ: جس پر خدا کی لعنت ہوتی ہے اس کا مددگار کوئی نہیں ہوتا۔

مومن پرخدا کی رحمت ہے اس کے لئے رب تعالیٰ نے بہت مددگار بنائے۔

اعتراض ۸: شرح فقہ اکبر میں ملاعلی قاری نے لکھا ہے کہ حضرت خلیل نے آگ میں پہنچ کر جبریل کے پوچھنے پر بھی ان سے مدد نہ مانگی۔بلکہ فرمایا کہ اے جبریل!تم سے کوئی حاجت نہیں اگر غیر خدا سے حاجت مانگنا جائز ہوتا تو ایسی شدت میں خلیل اللہ جبریل سے کیوں مدد نہ طلب کرتے۔

جواب: یہ وقت امتحان تھا،اندیشہ تھا کہ حرف شکایت منہ سے نکالنا رب کو ناپسند ہوگا۔اسی لئے خلیل اللہ نے اس وقت سے بھی دعا نہ کی بلکہ فرمایا اے جبریل تم سے کچھ حاجت نہیں اورجس سے ہے وہ خود جانتا ہے جیسے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبردی۔مگر اس مصیبت کے دفع ہونے کی کسی نے بھی دعا نہ کی۔نہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے۔

اعتراض ۹: زندوں سے مدد مانگنا جائز ہے مگر مردوں سے نہیں۔کیونکہ زندہ میں مدد کی طاقت ہے مردہ میں نہیں۔لہٰذا یہ شرک ہے۔

جواب: قرآن میں ہے: وایاك نستعین ''ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔''اس میں زندہ اورمردے کا فرق کہاں ہے۔کیا زندہ کی عبادت جائز ہے مردے کی نہیں؟ جس طرح غیر خدا کی عبادت مطلقاً شرک ہے زندہ کی ہو یا مردے کی استمداد بھی مطلقاً شرک ہونی چاہئیے۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وفات کے اڑھائی ہزار برس بعد امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مدد فرمائی کہ شب معراج میں پچاس نمازوں کے بجائے پانچ کرادیں۔رب تعالیٰ جانتا تھا کہ نمازیں پانچ رہیں گی مگر بزرگان دین کی مدد کے لئے پچاس مقرر فرما کر پھر دو پیاروں کی دعا سے پانچ مقرر فرمائیں۔استمداد کے منکرین کو چاہیئے کہ نمازیں پچاس پڑھا کریں۔کیونکہ پانچ میں غیر اللہ کی مدد شامل ہے۔

نیز قرآن کریم تو فرماتا ہے کہ اولیاء اللہ زندہ ہیں ان کو مردہ نہ کہو اور نہ جانو۔

ولا تقولوا لمن يقتل فى سبيل الله اموات بل احيآء ولكن لاتشعرونo(بقرہ:۱۵۴)

ترجمہ: جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں تم احساس نہیں کرتے۔

جب یہ زندہ ہوئے تو ان سے مدد حاصل کرنا جائز ہوا۔بعض لوگ کہتے ہیں یہ تو شہداء کے بارے میں ہے جو کہ تلوار سے راہ خدا میں مارے جاویں گے مگر یہ بلا وجہ کی زیادتی ہے اس لئے کہ آیت میں لوہے کی تلوار کا ذکر نہیں ہے۔جو حضرات عشق الٰہی کی تلوار سے مقتول ہوئے وہ بھی اس میں داخل ہیں۔(روح البیان) اسی لئے حدیث پاک میں آیا ہے کہ ڈوب کر مرے،جل جاوے،طاعون میں مرے،عورت زچگی کی حالت میں مرے،طالب علم مسافر وغیرہ وغیرہ سب شہید ہیں۔نیز اگر صرف تلوار سے مقتول تو زندہ ہوں،باقی سب مردے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاذ اللہ مردہ ماننا لازم آوے گا۔حالانکہ سب کا متفقہ عقیدہ ہے کہ یہ حضرات بحیات کامل زندہ ہیں۔نیز زندہ اور مردے سے مدد مانگنے کی تحقیق ہم ثبوت استمداد میں کرچکے ہیں کہ امام غزالی فرماتے ہیں کہ جس سے زندگی میں مدد لی جاسکتی ہے بعد موت بھی اس سے مدد مانگی جاوے اور اس کی کچھ تحقیق بوسہ تبرکات اور سفر زیارت قبور میں بھی ہوگی۔انشاء اللہ تعالیٰ۔

تفسیر صاوی آخر سورہ قصص ولاتدع مع الله الهاٰخرo(قصص:۸۸)

وحينئذ فليس فى الأية دليل علٰى ما زعمه الخوارج من ان الطلب من الغير حيا و ميتا شرك فانه جهل مركب لان سوال الغير من حيث اجراء الله النفع او النصر علٰى يدهٖ قد يكون واجبا لانه من التمسك بالاسباب ولاينكر الاسباب الا جحودا او جهولاo

ترجمہ: ''یعنی یہاں لاتدع کے معنی ہیں نہ پوجو لہٰذا اس آیت میں ان خارجیوں کی دلیل نہیں جو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے خواہ زندہ ہو یا مردہ کچھ مانگنا شرک ہے۔خارجیوں کی یہ بکواس جہالت ہے کیونکہ غیر خدا

سے مانگنا اس طرح کہ رب ان کے ذریعہ سے نفع نقصان سے کبھی واجب ہوتا ہے کہ یہ طلب اسباب کا حاصل کرنا ہے اور اسباب کا انکار نہ کرے گا مگر منکر یا جاہل۔"

اس عبارت سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔(۱)۔غیر خدا سے مانگنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ واجب بھی ہوتا ہے۔(۲)۔اس طلب کا انکار خارجی کرتے ہیں۔(۳)۔لا تدع میں پوجنے کی نفی ہے نہ کہ پکارنے یا مدد مانگنے کی۔

اعتراض ۱۰: بزرگان کو دیکھا گیا ہے کہ بڑھاپے میں چل پھر نہیں سکتے اور بعد وفات بالکل بے دست و پا ہیں پھر ایسے کمزوروں سے مدد لینا بتوں سے مدد لینے کی طرح لغو ہے۔اس کی برائی رب تعالیٰ نے بیان کی کہ: وان یسلبھم الذباب شیئا لایستنقذوہ منہ o (حج:۷۳) یہ اولیاء اپنی قبروں سے مکھی بھی دفع نہیں کر سکتے۔ہماری کیا مدد کریں گے۔

جواب: یہ تمام کمزوریاں اس جسم خاکی پر اس لئے طاری ہوتی ہیں کہ اس کا تعلق روح سے کمزور ہو گیا روح میں کوئی کمزوری نہیں، بلکہ بعد موت اور زیادہ قوی ہو جاتی ہے کہ قبر کے اندر سے باہر والوں کو دیکھتی اور قدموں کی آواز سنتی ہے۔خصوصاً ارواح انبیاء۔رب تعالیٰ نے فرمایا ہے: وللاخرۃ خیرلك الاولیٰ o (الضحیٰ:۴) "ہر پچھلی گھڑی گزشتہ گھڑی سے آپ کے لئے بہتر ہے" اور استمداد ولی کی روح سے ہے نہ کہ جسم عنصری سے۔کفار جن سے مدد مانگتے ہیں وہ روحانی طاقت سے خالی ہیں نیز وہ پتھروں کو اپنا مددگار جانتے جن میں روح بالکل نہیں۔تفسیر روح البیان آیت یحلونہ عاماویحرمونہ عاما o (توبہ:۳۷) کی تفسیر میں ہے کہ حضرت خالد و عمر نے زہر پیا رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیبر میں زہر کھایا۔مگر بوقت وفات اثر ظاہر ہوا کہ انہوں نے مقام حقیقت میں رہ کر زہر پیا تھا۔اور زہر کا اثر حقیقت پر نہیں ہوتا۔بوقت وفات بشریت کا ظہور تھا کہ موت بشریت پر طاری ہوتی ہے۔لہٰذا اب اثر ظاہر ہوا۔ان حضرات کو قبر کی مکھی تو کیا عالم کو پلٹ دینے کی طاقت ہے۔مگر اس جانب توجہ نہیں۔خانہ کعبہ میں تین سو برس بت رہے رب نے دور نہ کئے تو کیا خدا کمزور ہے اپنے گھر سے نجاست دور نہ کر سکا؟ رب سمجھ دے۔

اعتراض ۱۱: حضرت علی اور امام حسین میں اگر کچھ طاقت ہوتی تو خود دشمنوں سے کیوں شہید ہوتے جب وہ اپنی مصیبت دفع نہ کر سکے تو تمہاری مصیبت کیا دفع کریں گے؟ رب تعالیٰ فرماتا ہے: وان یسلبھم الذباب شیئالا یستنقذ منہ o (حج:۷۳)

جواب: ان میں دفع مصیبت کی طاقت تو تھی مگر طاقت کا استعمال نہ کیا۔کیونکہ رب تعالیٰ کی مرضی ایسی ہی

تھی۔موسیٰ علیہ السلام کا عصا فرعون کو بھی کھا سکتا تھا مگر وہاں استعمال نہ کیا۔امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں طاقت تھی کہ کربلا میں حوض کوثر منگا لیتے فرات کی کیا حقیقت تھی مگر راضی برضاء الٰہی تھے۔دیکھو رمضان میں پانی ہمارے پاس ہوتا ہے مگر حکم الٰہی کی وجہ سے استعمال نہیں کرتے بخلاف بتوں کے کہ ان میں طاقت ہی نہیں۔لہٰذا یہ آیت انبیاء و اولیاء کے لئے پڑھنا بے دینی ہے یہ بتوں کے لئے ہے۔حضرت حسین کے نانا نے بار بار اپنی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہا دیے یہ پانی جنت سے آتا تھا۔